REGD. No: L. 6254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۷۹ تار کا پتہ:۔ ڈیلی الفضل ربوہ

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ "
سہ ماہی ۷ "
خطبہ نمبر ۵ "

روزنامہ
الفضل ربوہ

یوم یکشنبہ
فی پرچہ ایک آنہ ۔ پائی دسابقہ ۔ انئے پیسے

جلد ۵۰/۱۵ ۔ ۲۲ تبوک ھش ۱۳۴۰ ۔ ۲۲ اکتوبر سنہ ۱۹۶۱ء ۔ نمبر ۲۴۵

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— از محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۲۱ اکتوبر بوقت ۸ بجے صبح

کل حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔ مگر شام کو کچھ اعصابی بے چینی کی تکلیف ہوگئی۔ اس وقت طبیعت ٹھیک ہے۔

احباب حضور کی شفائے کامل و عاجل کے لئے درد و الحاح اور التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

دعاؤں۔ ذکرِ الٰہی اور روحانی تربیت کے مخصوص ماحول میں

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا بیسواں (۲۰) سالانہ اجتماع شروع ہو گیا

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا رُوح پرور افتتاحی خطاب

اپنے ایمان میں وہ پختگی اور اپنے علم و عمل میں وہ روشنی پیدا کرو جو سچے مومنوں کا طرۂ امتیاز ہوتا ہے

ربوہ ۲۱ اکتوبر۔ کل مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۱ء بعد نماز جمعہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا بیسواں سالانہ اجتماع اپنی مخصوص روایات کے ساتھ شروع ہو گیا۔ اجلاس کا افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے اجتماعی دعا اور اپنے ایک نہایت مؤثر اور جامع خطاب کے ساتھ فرمایا۔ اجتماعی دعا میں سیدنا حضرت المصلح الموعود اطال اللہ بقاءہ و اطلع لشموس طالعہ کے لئے خاص طور پر دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جلد پھر وہ دن لائے جبکہ حضور صحت کاملہ و عاجلہ کے ساتھ پھر ہمارے درمیان رونق افروز ہو کر اپنے زندگی بخش اور ایمان افروز خطاب کے ساتھ ہمیں نوازیں۔ امسال بھی یہ اجتماع گزشتہ سال کی طرح امسال بھی دفتر مجلس خدام الاحمدیہ کے وسیع احاطہ میں شامیانوں سے تیار کردہ پنڈال کے اندر منعقد ہو رہا ہے۔

بعد نماز جمعہ پونے تین بجے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی تشریف آوری پر افتتاحی اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد جو مکرم بشارت احمد صاحب بشیر نے کی صدر مجلس خدام الاحمدیہ مکرم سید داؤد احمد صاحب نے خدام سے ان کا عہد دہرایا اور پھر مجلس کی سالانہ رپورٹ کا خلاصہ پڑھ کر سنایا۔ اس رپورٹ میں مجلس کے مختلف شعبوں مثلاً شعبہ مال، خدمتِ خلق، تعلیم صنعت و حرفت، تحریک جدید وغیرہ کے متعلق مجالس کی کارگزاری پر بڑی عمدگی سے روشنی ڈالی گئی تھی۔ اور کام کا جائزہ لیتے ہوئے مجالس کو ضروری اور اہم امور کی طرف توجہ دلائی گئی تھی (اس کی کسی قدر تفصیل آئندہ اشاعت میں عرض کی جائے گی)

رپورٹ پیش کرنے کے بعد مکرم سید داؤد احمد صاحب نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں اجتماع کا افتتاح فرمانے کی درخواست کی۔ اس پر حضرت میاں صاحب مدظلہ نے اپنا نہایت روح پرور مؤثر اور جامع خطاب جو مضمون کی صورت میں لکھا ہوا تھا اپنی مخصوص پُر شوکت آواز میں پڑھنا شروع فرمایا۔

حضرت میاں صاحب نے اپنے خطاب کے آغاز میں فرمایا۔

سب سے اول تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس اجتماع سے غیر حاضری میرے دل میں بلکہ ہم سب کے دل میں ایک بے چین کرنے والی یاد پیدا کر رہی ہے۔ اس لئے سب سے پہلے آؤ اس وقت ہم سب مل کر حضور کی صحت کے لئے دعا کریں تاکہ خدا کے فضل سے حضور پھر پہلے کی طرح ان اجتماعوں میں شریک ہو کر اپنے روح پرور خطابوں سے احمدی نوجوانوں کو گرمایا کریں۔ (اس کے بعد پُر سوز اجتماعی دعا ہوئی)

دعا کے بعد حضرت میاں صاحب نے اپنے خطاب کو جاری رکھتے ہوئے نوجوانانِ احمدیت کو توجہ دلائی کہ وہ اپنی عمر کے اس دور کو غنیمت سمجھیں اپنے فرض کو پہچانیں اور اپنے ایمان اور اپنے عمل کو درست رکھیں اور اپنے آپ کو اسلام اور احمدیت کے لئے مفید وجود بنائیں۔ آپ نے فرمایا خلافت ثانیہ کا دور زیادہ تر نوجوانوں کے ساتھ ہی شروع ہوا تھا اور جب ہمارے آقا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوےٰ فرمایا تو اس وقت آپ کو ماننے والوں میں سے بھی اکثر نوجوان ہی تھے۔ پس اپنی قدر و قیمت کو پہچانو اور اپنے ایمان میں وہ پختگی اور اپنے علم و عمل میں وہ روشنی پیدا کرو جو سچے مومنوں کا طرۂ امتیاز ہوتا ہے۔

حضرت میاں صاحب نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے خدام کو نصیحت فرمائی کہ وہ نماز ذکر الٰہی اور دعاؤں میں شغف کی عادت ڈالیں کہ خدا کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ دست با کار و دل با یار

آپ نے اس امر پر خوشی کا اظہار فرمایا کہ خدام الاحمدیہ خدا کے فضل سے اچھا کام کر رہے ہیں

(باقی دیکھیں صفحہ ۴)

اپنی مخصوص دینی روایات کے ساتھ

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے پانچویں سالانہ اجتماع کا افتتاح

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کا ایمان افروز خطاب

ربوہ ۲۱ اکتوبر۔ کل صبح لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا پانچواں سالانہ اجتماع اپنی مخصوص روایات کے ساتھ شروع ہو گیا۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے ایک ایمان افروز تقریر فرمائی۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد عہد نامہ دہرایا گیا۔ جس کے بعد حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے خطاب فرمایا۔ آپ نے نہایت اہم تربیتی امور کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ بغض و حسد اور بے جا اعتراضات کرنے کی عادات ایک زہر کا رنگ رکھتی ہیں۔ جو انفرادی اور اجتماعی زندگی کو تباہ کر دیتی ہیں۔ روحانی سلسلوں کے لئے تو ان عادات کے اثرات بالخصوص بہت ہی خطرناک ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہم میں سے ہر ایک کو ان سے بچنا چاہیئے۔

افتتاحی تقریر کے بعد صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ نے خطاب فرماتے ہوئے اہم تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی اور اجتماع کے ایام کو زیادہ سے زیادہ دعاؤں اور عبادات میں گزارنے کی نصیحت فرمائی۔

اس کے بعد پروگرام کے مطابق بقیہ کارروائی شروع ہوئی۔ اجلاس اول میں ایک ہزار سے زائد خواتین شامل ہوئیں۔ جن میں بیرونی ۲۵ مقامات کی لجنات و ناصرات کی نمائندگان

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲ [illegible]

ربوہ بھی مقدس مقام ہے

ہمارا ایمان ہے کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے قادیان دارالامان سے اشاعتِ دین کی آواز بلند کر کے اس کو بھی تقدس کے انعام سے سرفراز فرمایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام زمین ہی مقدس ہے۔ بلکہ تمام کائنات ہی مقدس ہے لیکن بعض مقامات کو خصوصیت حاصل ہوگئی ہے جیسا کہ مثلاً بیت المقدس۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ باقی زمین اور مقامات مقدس نہیں بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ جہاں تمام ارض تکوینی طور پر پاک ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی خلق کردہ اور ایسی الٰہی حکمتوں سے خلق کردہ ہے کہ جن کو انسان سمجھ بھی نہیں سکتا۔ اس لئے تمام ارض مقدس ہے اور پاک ہے۔ لیکن متذکرہ بالا مقامات شرعی لحاظ سے بھی مقدس ہیں۔ کیونکہ ان مقامات سے سب سے پہلے اسلام کا آوازہ از سرِ نو بلند ہوتا رہا ہے۔

اس لحاظ سے ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور اشاعت اسلام کے از سرِ نو آغاز کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر قادیان کو بھی مقدس کر دیا ہے جس طرح دیگر مجددین و صلحاء کی بعثت کی وجہ سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ بھی کئی مقامات مقدس قرار پائے ہیں۔ جیسا کہ سرہند شریف ہے جو سیدنا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی وجہ سے مقدس مقام بن گیا ہے۔ اسی طرح دیگر الٰہی مذاہب والوں کے لئے مقدس مقام ہیں۔ جو ہمارے نزدیک بھی واقعی مقدس ہیں۔ مثلاً بندرابن حضرت کرشن علیہ السلام کی وجہ سے مقدس ہے کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت کرشنؑ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے۔ ان کے متعلق جو شرک کی باتیں ان کے ماننے والے ہندوؤں نے ایجاد کر لی ہیں ان باتوں کی وجہ سے ان کی ذات پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ کیونکہ جو کچھ ان کے ماننے والوں نے اپنی طرف سے ان کے نام سے بڑھا لیا ہے۔ وہ اس کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے مقبول اور مکرم بندے ہیں خواہ عیسائی ان کے ساتھ کتنی شرک و کفر کی باتیں لگالیں۔ ان کی ذات اس سے مبرّا ہے۔

الغرض جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں قادیان کو تقدس بخشا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے "ربوہ" کو بھی تقدیس عطا فرمایا ہے۔ کیونکہ جو مقدس آواز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان سے بلند فرمائی تھی۔ وہی آواز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بطور آپ کا خلیفہ برحق ہونے کی ربوہ سے از سرِ نو بلند کی ہے۔ آج ربوہ مقدس سے اسلام کی اشاعت کے لئے مبلغین کے قافلے ساری دنیا کے کناروں تک پہنچ رہے ہیں۔

اسلامی تعلیمات کے ادارے ربوہ میں اسی طرح قائم ہیں جس طرح قادیان میں ہیں۔ اور آج حقیقت یہ ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور قادیان مقدسہ کے بعد ربوہ ہی ایک ایسی بستی ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی تسبیح سب سے زیادہ ہوتی ہے۔

سبّح للہ ما فی السمٰوات وما فی الارض

کا روح افزا نظارہ جو آج ربوہ کی بستی پیش کرتی ہے۔ وہ ماسوا متذکرہ بستیوں کے دنیا کے پردے پر اور کہیں دیکھنے میں نہیں آسکتا

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج اس بستی میں بھی تقریباً سو فیصدی نمازی آباد ہیں اور ان میں ایسے بزرگ بھی موجود ہیں جو دن رات اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مصروف رہتے ہیں اور اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے۔ الغرض ہر پہلو پر خدا تعالیٰ کے ذکر میں سرشار نظر آتے ہیں۔ آج یہ بستی بھی پانچ وقت اذان سے گونجتی ہے۔ اور کوئی گھر یہاں ایسا نہیں۔ جس میں اللہ تعالیٰ کا نغمہ نہیں پہنچتا۔ یہ بستی ہے کہ یہاں بچے بجائے سینما کے گیت گاتے پھرنے کے قرآن کریم کی آیات پڑھتے ہوئے گلیوں میں اور بازاروں میں آپ دیکھ سکتے ہیں۔ جہاں بچے فضول کھیلوں کی بجائے نماز اور وعظ کا کھیل کھیلتے ہیں۔

آج یہ بستی بھی ہے جہاں دین اور دنیا کی تعلیمات کے لئے چوٹی کے ادارے ہیں جہاں طلباء اور طالبات بجائے بازاری قسم کے کھلنڈراپن کے دینی مصروفیات میں حظ اٹھاتے ہیں۔ جہاں معلمین اور متعلمین ایک ہی مقدس رنگ میں رنگین ہیں۔ جہاں صبغۃ اللہ اپنے گہرے اثر کے ساتھ نظر نوازی کر رہا ہے یہ بستی ہے جس میں ہمارے امام کا وجود اپنی ذات سے برکات کو کھینچتا ہے۔ اور جس کا وجود اہلِ ایمان کے لئے باعثِ تسکین بنا ہوا ہے۔

یہی وہ بستی ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دینی اجتماعات ہوتے ہیں۔ اور ہر سال بچے۔ جوان اور بوڑھے جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کا ہنگامہ برپا کرتے ہیں۔ بچے اور جوان اور ادھیڑ اور بوڑھے ایسی تفریحات میں حصہ لیتے ہیں۔ جو انہیں دین میں آگے بڑھاتی ہیں۔ کوئی فضول بات کوئی فضول فعل یہاں حتی الوسع پنپ نہیں سکتا۔ الا ماشاء اللہ

یہی وہ بستی ہے جہاں وہ لوگ بستے ہیں جن کے دلوں میں اشاعت و تبلیغ اسلام کی تمنائیں کروٹیں لیتی ہیں۔ اور جو ہر وقت ایسی دعاؤں میں مصروف رہنا بہترین زندگی سمجھتے ہیں۔ جو اسلام کے قافلے کو آگے سے آگے بڑھانے کے لئے کی جاتی ہیں۔ جہاں سے آئے دن مبلغین اسلام اپنے گھر بار چھوڑ چھاڑ کر اپنے خویش و اقارب سے منہ موڑ کر افریقہ کے صحراؤں اور ساحلوں یورپ کی وادیوں میں اللہ تعالیٰ کی اذان بلند کرنے کے لئے روانہ ہوتے ہیں اور جہاں اپنا فریضہ ادا کر کے واپس آنے والوں کا پُرجوش استقبال کیا جاتا ہے۔ آج شاید ہی آسمان کے تلے کوئی اور ایسی بستی نہیں ہے۔ جہاں مبلغین اسلام کی آمد و رفت کا ایسا دلکش نظارہ اس کے ریلوے سٹیشن پر دیکھا جا سکتا ہو۔ بے شک دیگر اسلامی ممالک سے ہر سال حج کے موقعہ پر حجاج کے قافلے ضرور روانہ ہوتے ہیں۔ لیکن روئے زمین پر شاید ایسی دوسری بستی موجود نہیں ہے۔ جہاں سے روز بروز مبلغین اسلام اشاعتِ دین کی تڑپ لے کر نکلتے ہوں جیسا کہ ربوہ مقدسہ سے نکلتے ہیں۔ اور نہ اس طرح ادائیگی فرض کے بعد واپس آتے دیکھے جاتے ہیں۔ انصاف سے کہیئے کیا آج آپ یہ نظارے کسی دیگر شہر قصبہ یا گاؤں میں دیکھ سکتے ہیں۔

آپ اس کے خلاف دوسرے پاکستانی شہروں میں بھی جو نظارے دیکھ رہے ہیں۔ وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ بے شک پاکستان کے ہر قصبہ میں ہر شہر میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے مساجد۔ خانقاہیں اور دیگر مقامات بکثرت موجود ہیں۔ لیکن آپ کوئی دیگر بستی ربوہ کے قد و قامت کی ہو۔ یا اس سے چھوٹی یا بڑی ایسی نہیں دکھا سکتے۔ جہاں نہ صرف اللہ تعالیٰ کی تسبیح بکثرت ہوتی ہو بلکہ جہاں تبلیغ اسلام اور اشاعت دین کا اہتمام اس کے برابر نہیں۔ اس سے نصف بھی نہیں۔ اس سے چہارم ہی ہوتا ہو۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ باقی تمام بستیاں اس کے مقابلہ میں صفر سے بڑھ کر نہیں۔ پھر کیا یہ بستی پاک نہیں ہے؟ پھر کیا یہ بستی مقدس نہیں ہے؟ کیا یہ بستی صحیح معنوں میں اسلام کی بستی کہلانے کی مستحق نہیں؟

کیا اس بستی میں بسنے والے بجا طور پر فخر نہیں کر سکتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شہر میں آباد ہیں۔ کیا اس بستی میں آنے والے مبارک نہیں۔ جو پُرشوق دل اور پُرجوش روحیں لے کر اس مقدس اجتماعات میں شمولیت کے لئے آرہے ہیں۔ کیا وہ ہماری مبارکباد کے مستحق نہیں۔ سو اے ربوہ مقدسہ کے رہنے والو اٹھو اور اپنے روحانی بھائیوں کو خوش آمدید کہو ان کا پھولوں کے ہاروں سے استقبال کرو اخلاص بھرے دلوں سے خیر مقدم کے نعرے ان پر نثار کرو اور بلند آواز سے کہو کہ اے مبارک لوگو مبارک شہر میں آؤ کہ یہ ورود مبارک ہو۔ اے نیک اطوار بچو اے پاک جوانوں والے خدام الاحمدیہ کے نوجوانو۔ اور اے اللہ تعالیٰ کے انصار تم کو اس شہر میں آنا مبارک ہو صد ہزار [illegible] مبارک ہو

جلسہ سالانہ کی مبارک تقریب پر

الفضل کا باتصویر سالانہ نمبر شائع ہوگا

حسب معمول انشاء اللہ اس دفعہ بھی جلسہ سالانہ کی مبارک تقریب پر الفضل کا عظیم الشان دیدہ زیب اور باتصویر سالانہ نمبر شائع ہوگا جو نہایت قیمتی اور بلند پایہ دینی مضامین پر مشتمل ہوگا۔

جماعت کے تمام اہل علم و اہل قلم اصحاب سے درخواست ہے کہ وہ اس نمبر کے لئے اپنے قیمتی مضامین ارسال فرما کر ادارہ الفضل کی قلمی معاونت فرمائیں۔ مشتہرین کو بھی جلد سے جلد اشتہارات کے آرڈر بھجوانے چاہئیں۔ تاخیر سے آنے والے اشتہارات ممکن ہے جگہ حاصل نہ کر سکیں۔

بھائی مرحوم نوابزادہ محمد عبداللہ خانصاحب کی یادیں

از مکرم رشید احمد خانصاحب آف مالیر کوٹلہ۔ خلف کرنل اوصاف علی خان صاحب سی۔ آئی۔ ای مرحوم

آہ! پیارے بھائی جان میاں عبداللہ خانصاحبؓ ہمیں چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی کو جاملے! چند واقعات جو کہ ان کی دیانتداری نیکی اور خشیت اللہ کو ظاہر کرتے ہیں میرے دل ودماغ پر نقش ہیں ان کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

دیانت داری اور تقوے کا اعلیٰ نمونہ

غالباً ۴۲ء یعنی دوسری جنگ عظیم کا زمانہ تھا۔ بھائی جان دہلی میں اپنے ماموں کرنل اوصاف علی خان صاحب سی۔ آئی۔ ای (والد صاحب مرحوم) کے مکان واقعہ نمبر ۱۷ دریا گنج میں مقیم تھے سیٹھ مالک رام بہت بڑے دولت مند ٹھیکہ دار تھے کسی دوست کے ذریعہ سے بھائی جان سے انکی ملاقات ہوئی۔ سیٹھ مالک رام ان کے اخلاق فاضلہ اور اوصاف حمیدہ سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ خواہش ظاہر کی کہ ان کے ساتھ کاروبار میں شریک ہوجاؤں مگر بھائی جان نے سیٹھ صاحب کو کہہ کہ اس قسم کے کاروبار کا رجحان ہی نہیں رکھتے مگر سیٹھ صاحب ان کے اخلاقی کردار کی وجہ سے اتنے متاثر ہوئے تھے کہ ان کی تمام شرائط کو تسلیم کرکے ان کو اپنے ساتھ کاروبار میں شریک کرلیا۔ میں ان دنوں مالیر کوٹلہ میں مقیم تھا۔ چنانچہ بھائی مرحوم نے مجھے خط لکھ کر دہلی بلایا اور مجھ سے یہ خواہش ظاہر کی کہ اس کاروباری شرکت میں ان کے بعض فرائض کی ذمہ داری میں سنبھالوں۔ چنانچہ والد صاحب قبلہ کی اجازت لے کر میں نے یہ ذمہ داری قبول کرلی۔ گورنمنٹ کو فوجی ضروریات کا سامان مہیا کرنے کا کام تھا اور یہ بڑے پیمانہ پر ہورہا تھا محکمہ انکم ٹیکس کو پیش کرنے کے لئے کاروباری آمد وخرچ کے گوشوارے سیٹھ مالک رام صاحب نے تیار کرنے تھے چنانچہ انکم ٹیکس میں کچھ فائدہ حاصل کرنے کے واسطے سیٹھ صاحب نے عام کاروباری فرموں کی طرح کچھ اس قسم کا حساب تیار کروایا جو حقیقت سے مختلف تھا۔ مالک رام صاحب نے انتہائی کوشش کی کہ بطور حصہ دار بھائی جان بھی اس سٹیٹ منٹ پر دستخط کردیں۔ مگر انہوں نے اس سے قطعی انکار کردیا اور فرمایا کہ انہوں نے اپنی تمام عمر ایک پیسہ بھی اپنے حق کے علاوہ اور ناجائز حاصل نہیں کیا۔ اور وہ اپنے آپ کو اس قسم کے ناجائز کاموں کے اہل نہیں پاتے۔ باوجود اس حقیقت کے کہ بھائی جان مرحوم نے اس کاروبار میں کافی منافع حاصل کیا تھا اور آئندہ بھی بہت بڑے منافع کی توقعات تھیں۔ مگر اس واقعہ کے بعد بھائی جان جو بہت پاک باطن بزرگ تھے کی طبیعت اس کاروبار سے نفرت محسوس کرنے لگی۔ اور چند ہی ایام بعد آپ نے اس شراکت اور کاروبار سے علیحدگی اختیار کرلی۔ غرض خداوند تعالےٰ کی خوشنودی ان کو ہر بات پر مقدم ہوتی تھی۔ اور دیانت داری کو خوب اپنایا تھا۔ اب اگر ہم اپنے دلوں کو ٹٹولیں تو ہم میں سے کتنے ہیں جو ایسے مواقع ہاتھ آنے پر پورے ثابت قدم اتریں گے۔

کچھ خاندانی حالات

نواب بازید خاں ان کے اور ہمارے جدّ امجد تھے اور ہمارے دونوں گھرانے نواب بازید خاں کی اولاد ہیں اور پھوپھا جان نواب محمد علی خان صاحبؓ کی ایک بہن محترمہ حسینی بیگم صاحبہ ہمارے ایک تایا صاحب کے نکاح میں تھیں اور بھی بہت سے رشتے آپس میں مدت سے چلے آرہے تھے۔ پھوپھا جانؓ کی ایک بہن محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ والد صاحب مرحوم کی خالہ زاد بہن ہونے کے علاوہ والد صاحب قبلہ کی ساس بھی لگتی تھیں۔ چونکہ ہمارے والد کی شادی ان کی سوتیلی بیٹی محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ بنت نواب عنایت علی خان صاحب سے ہی ہوئی تھی اور بچپن میں جب والد صاحب قبلہ کی دس سال کی عمر تھی ہمارے دادا صاحب خان بہادر خان صاحب کا انتقال ہوگیا تھا۔ اس وقت پھوپھا جانؓ کی عمر ۱۹ سال کی تھی چنانچہ والد صاحب کی سرپرستی اور تعلیم کی نگرانی محترم پھوپھا جان نے اپنے خالو اور خسر کے انتقال کے فوراً بعد اپنے ذمہ لے لی۔ ان بہت سارے خونی اور جدی رشتوں کے علاوہ نوجوانی کی یکجائی نے دونوں کو اس قدر ایک دوسرے سے مانوس اور قریب کردیا تھا اور اس درجہ محبت تھی کہ پھوپھا جان کے ذریعہ سے ہی والد صاحب قبلہ بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ مالیر کوٹلہ کے افغانوں کے شیروانی خاندان میں سے صرف حضرت نواب محمد علی خانؓ اور قبلہ کرنل اوصاف علی خان صاحب کے دو ہی گھرانے احمدیت پر قائم رہے۔ الحمدللہ۔

اسکے علاوہ اور بہت سے عزیز احمدی ہوئے تھے مگر ان کو استقامت حاصل نہ ہوئی اور اکثر نے تعلق چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ قبلہ پھوپھا جان کے سگے بھائی نواب سر ذوالفقار علی خانصاحب مرحوم کے گھر میں بھی احمدیت داخل نہ ہوسکی حالانکہ وہ ان کو بہت اہتمام سے تبلیغ فرماتے رہے۔

ایک اور واقعہ

ایک اور واقعہ یاد آیا۔ والد محترم کرنل اوصاف علی خان صاحب کی قادیان میں اراضی تھی جو کہ انہوں نے صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم سے خریدی تھی اور سٹیشن کے قریب ہونے کی وجہ سے نیز شہر کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے وہ زرعی سے سکنی اراضی بن گئی تھی۔ چنانچہ والد قبلہ چاہتے تھے کہ اس اراضی کو فروخت کر دیا جائے چنانچہ اس اراضی کی فروخت کا والد صاحب نے اشتہار دیا تو معلوم ہوا کہ بھائی جان مرحوم بھی اس کو خریدنے کے خواہش مند ہیں۔ مجھے یاد ہے اس زمانہ میں ہمارے پھوپھا جان حضرت نواب محمد علی صاحبؓ بیمار تھے (والد صاحب قبلہ کے وہ سگے خالہ زاد بھائی بھی تھے اور سگے بہنوئی بھی یعنی ہماری دو سگی پھوپھیاں ان کے نکاح میں آئیں) جب والد صاحب قبلہ کو پھوپھا جان کی بیماری کی خبر دہلی میں ملی تو وہ اس قدر بے چین ہوئے کہ فوراً قادیان روانہ ہوگئے۔ خاکسار بھی والد صاحب کے ہمراہ قادیان گیا۔ ہمارا قیام کوٹھی دارالسلام میں ہوا۔ ان ہی ایام میں بھائی عبداللہ خانصاحب کی بات چیت اراضی کی خرید کے متعلق والد صاحب سے ہوئی۔ اور غالباً ساٹھ ہزار روپیہ میں زمین کا سودا طے ہوگیا اور جہاں تک مجھے یاد ہے بھائی جان مرحوم نے کچھ رقم بطور بیعانہ اپنے ماموں کو دے بھی دی۔ چند روز بعد پھوپھا جانؓ کی علالت تشویش ناک صورت اختیار کرگئی۔ اور آپ کا انتقال ہوگیا جس کا والد بزرگوار کو سخت صدمہ ہوا۔ کچھ دن ٹھہر کر والد صاحب نے یہ سمجھ کر کہ میاں عبداللہ خان صاحب کی ذمہ داریوں کی نوعیت نواب صاحبؓ کے انتقال کے بعد کچھ مختلف ہوگئی ہے کہا کہ میاں اگر آپ اس سودا کو منسوخ کرنا چاہیں تو کرلیں مگر بھائی جان نے فرمایا کہ ماموں صاحب میں نے جب یہ سودا آپ سے کیا ہے تو انشاءاللہ وعدہ کو نبھاؤں گا فرمانے لگے میرے تو تمام سودے اللہ تعالےٰ کے توکل پر ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ ہر کام میں فائدہ ہی بخشتا ہے چنانچہ حسب وعدہ ۱۹۴۶ء میں بقایا رقم بھائی جان مرحوم نے ادا کردی اور فرمانے لگے مجھے اس سودے میں بے حد منافع رہا اور میں نے پلاٹ بناکر زمین سے خوب فائدہ حاصل کیا اور بہت اچھے داموں پر فروخت کی اس طرح خدا تعالےٰ تمام عمر ان کی نیک نیتی اور دیانتداری کی وجہ سے ان کو خوب نوازتا رہا۔

حضرت نواب محمد علی خانصاحب کا ایک رؤیا

میرے چھوٹے بھائی میجر بشیر احمد خانصاحب نے مجھے بتایا کہ ایک روز قبلہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب کا ایک رؤیا میاں عبداللہ خانصاحبؓ نے ان سے بیان فرمایا اور کہا کہ والد صاحب قبلہ نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ ایک سڑک پختہ جارہی ہے اور ان کے پانچ کھیت ہیں۔ دو سڑک سے مشرقی جانب ہیں جو سوکھ گئے ہیں اور تین جو اس سے بجانب مغرب ہیں وہ سرسبز وشاداب ہیں۔ فرمایا کہ حضرت والد صاحب قبلہؓ فرمایا کرتے تھے کہ ان پانچ کھیتوں سے اشارہ انکے پانچ بیٹوں کی طرف ہے جن میں سے تین خدا کے فضل سے سرسبز ہیں یعنی وہ تین جن کو حضرت مسیح الموعودؑ سے ایک خاص روحانی اور جسمانی تعلق کا شرف حاصل ہوا۔ عزیز میجر بشیر احمد خاں صاحب نے بتایا کہ ایک دن مجھے کہہ رہے تھے کہ میں نے اپنا وجود درمیان سے بالکل ہی مٹا دیا ہے اور بیگم صاحبہ جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کی صاحبزادی ہیں انکی وجہ سے جو کچھ میرا تھا وہ اب مٹ چکا سب کچھ حضرت مسیح موعودؑ کی برکت کا ظہور ہے۔ سبحان اللہ!

حضرت نواب امۃ الحفیظ صاحبہ کا نمونہ

یہ حقیقت ہے کہ محترمہ بھاوجہ صاحبہ یعنی حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نے ۱۲۔۱۳ سال جس شب وروز کی جانفشانی اور وفاداری سے حضرت بھائی جان کی خدمت کی ہے اور ان کی طویل بیماری میں پروانہ وار ان پر نثار ہوئی ہیں اسکی مثال فی زمانہ ملنی دشوار ہے جزاھا اللّٰہ احسن الجزاء ہماری دلی دعائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت بیگم صاحبہ کو اس کا اجر عظیم عطا فرماوے اور ان کو صبر واستقامت بخشے اور وہ ان تمام کاموں کی جو کہ ہمارے پیارے بھائی جان نامکمل چھوڑ گئے ہیں تکمیل کرسکیں۔ آمین۔

اعلیٰ اخلاق اور کسر نفسی

بھائی جان مرحوم کے اعلیٰ اخلاق اور کسر نفسی کے بہت سے واقعات ذہن میں ہیں۔ اسی ضمن میں ایک بات دماغ میں نقش بن کر رہ گئی ہے۔ آپ ۱۹۴۷ء میں لاہور آ گئے تھے اور رتن باغ میں قیام تھا۔ بعض امور کی بنا پر اُن کے تعلقات اُن کے حقیقی چچا زاد بھائی خورشید علی خانصاحب سے جو میرے بہنوئی ہیں کچھ خوشگوار نہ رہے اور ملنا جلنا بند ہو گیا۔ ان تعلقات کی کشیدگی کا سلسلہ کچھ لمبا ہو گیا۔ مجھ کو تمام حالات کا علم تھا۔ اور کسی ذمہ داری کسی طرح بھی بھائی صاحب مرحوم پر عاید نہ ہوتی تھی۔ مگر باوجود اس کے ہمیشہ طبیعت پر یہ بار محسوس کرتے تھے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کے مواخذہ میں نہ آ جاؤں اور کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو جو کہ اللہ تعالیٰ کی ناخوشنودی کا باعث نہ بن سکے۔ ایک روز مجھے علم ہوا کہ آپ (حالانکہ ان ایام میں آپ کی طبیعت ناساز تھی) گاڑی میں بیٹھ کر خورشید علی خانصاحب کے مکان پر پہنچ گئے۔ اور ان سے ملاقات کی۔ مجھ کو یہ بات کچھ اچھی محسوس نہ ہوئی۔ میں نے ذکر کیا کہ یہ آپ نے کیا کیا۔ اس میں تو سراسر ان کی نادانی تھی۔ پھر آپ ان کے بڑے بھائی ہیں۔ کیا ان کے نہ ملنے سے آپ کے کام رکے پڑے تھے۔ میں نے کہا کہ یہ خودداری کے خلاف ہے۔ فرمانے لگے کہ اس قسم کی دنیاداروں کی خودداری کو میں کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ میں تو ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اگر انہوں نے کوئی زیادتی کی تو یہ ان کا فعل تھا۔ میں ڈرتا ہوں کہ مجھ سے کوئی ایسی بات نہ ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو۔

ہمارے ... پر ٹوٹلہ کے خاندان کے ایسے رجحانات ہیں کہ اپنی آن اور بات پر ہر چیز قربان کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں مگر اپنا طریق نہیں چھوڑتے۔ خواہ اس میں نقصان ہی اٹھانا پڑے۔ مرحوم بھائی بھی اسی خمیر کے بنے ہوئے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا ان پر یہ فضل ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے روحانی اور جسمانی تعلق نے ان کی کایا ہی پلٹ دی۔

بھائی مرحوم کی ایک عزیزہ کی شادی کے موقعہ پر مجھے اور میرے چھوٹے بھائی میجر بشیر احمد خانصاحب اور ہمارے دیگر افراد خانہ کو کچھ شکوہ تھا۔ ملنے جلنے میں کچھ حجاب پیدا ہوا جو کہ تقاضائے بشریت ہے۔ وقتی جذبات ہوتے ہیں۔ مگر خون کا تعلق ایسا ہوتا ہے کہ ایسی باتیں زیادہ دیر نہیں رہتیں۔ پھر ہمارے مرحوم بھائی جو اخلاص اور محبت و مروّت کا مجسمہ تھے۔ ملے تو اپنی یہ حالت کہ شکوہ زبان پر لانے کو دل نہ چاہا۔

بزرگوں کی خدمت کا وصف

اپنے بڑوں اور بزرگوں کی خدمت اور ان کے حقوق کی ادائیگی کا مرحوم خاص خیال رکھتے تھے۔ ان کی حقیقی خالہ یعنی ہماری پھوپھی صاحبہ کو اکثر اپنی گاڑی بھیج کر بلوایا کرتے تھے اور مجبور کر کے اُن کو اپنے پاس رکھتے تھے۔ اور ان کا کام کر کے بیحد خوشی محسوس فرماتے تھے۔ اگر کچھ عرصہ پھوپھی صاحبہ نہ آتی تھیں تو خواہ طبیعت ناساز ہی ہو وہاں پہنچتے تھے۔ اور کچھ وقت ان کے پاس بیٹھے رہتے تھے۔ فرماتے تھے کہ خالہ جی آپ کی خدمت کر کے سکون ملتا ہے۔ اور بعض دفعہ ان کے پاؤں ہاتھ میں لے کر بڑی محبت سے دبانے لگتے تھے۔ اس زمانہ میں اپنے بزرگوں کے متعلق یہ خیال اور جذبہ ناپید ہو چکا ہے وہ ایک ایسی ثمردار شاخ تھے جو ثمر کے بوجھ سے جھکی ہوئی تھی۔ اور یہی ان کی خاص دلکشی اور خوبی تھی۔ اللہ تعالیٰ سے ہماری دلی دعا ہے کہ خداوند رحیم و کریم ان کو جنت الفردوس میں بلند از بلند مقامات بخشے۔ اور ان کی اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

(خان رشید احمد خاں آف مالیر کوٹلہ
۱۳۷ ٹی کی ماڈل ٹاؤن لاہور)

انسان کی پیدائش کا اصل مقصد

(بقیہ صفحہ ۵)

۷۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔ "اور پھر اس قیامت کا نمونہ صحابہ تک ہی محدود نہ رہا۔ بلکہ اس خداوند نادر و قدیر نے جس نے ہر قوم اور ہر زمانہ اور ہر ملک کے لئے اس بشیر و نذیر کو مبعوث کیا تھا۔ ہمیشہ کے لئے جاودانی برکتیں اس کے سچے تابعداروں میں رکھ دیں اور وعدہ کیا کہ وہ نور اور وہ روح القدس جو اس کامل انسان کے صحابہ کو دیا گیا تھا۔ آنیوالے متبعین اور صادق الاخلاص لوگوں کو بھی ملے گا۔ جیسا کہ اس نے فرمایا ہے۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیٰتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین ۝ وّاٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم یعنی وہ رحیم خدا وہ خدا ہے جس نے امیوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے۔ اگرچہ وہ پہلے اس سے صریح گمراہ تھے۔ اور ایسا ہی وہ رسول جو ان کی تربیت کر رہا ہے ایک دوسرے گروہ کی بھی تربیت کریگا جو انہیں میں سے ہو جائیں گے اور انہیں کے کمالات پیدا کر لینگے۔ مگر ابھی وہ ان سے ملے نہیں۔ اور خدا غالب اور حکمت والا ہے۔" (سورہ جمعہ ع ۱)

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۰۸-۲۰۷)

۸۔ ان آیات کے ساتھ ہی آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۝ ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان فضل و برکت کے دروازے جماعت احمدیہ پر کھول رکھے ہیں۔ پس خاکسار ہر اس شخص سے جو احمدی کہلاتا ہے درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس بے نظیر احسان کی قدر کیجئے۔ وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ (سورہ بقرہ ع ۲۴) اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جانیں اور اپنے مال خرچ کیجئے (اور اس میں کوتاہی کر کے) اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالئے۔ اور اس امانت میں خیانت نہ کیجئے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی رضامندی سے آپ کے سپرد کر رکھی ہے اور ان ذمہ داریوں کو ادا کیجئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیعت کے نتیجہ میں آپ پر عاید ہوتی ہیں اگر آپ اپنی جانیں اور اپنے مال خرچ کرنے سے پہلوتہی کریں گے تو آپ ہرگز ہرگز اس مقصد کو پورا کرنے والے قرار نہیں دئیے جا سکتے۔ جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو پیدا کیا ہے۔ اور اگر آپ سچے اور سیدھے مومن بن جائیں" جنہوں نے امانت قبول کر کے عملاً پابندی بھی اختیار کی" تو اللہ تعالیٰ اپنا رخ آپ کی طرف پھیرے گا۔ کیونکہ وہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ✝

(عبد الحق رامہ)

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ ۱۹۶۱ء

مورخہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۶۱ء کو ربوہ میں منعقد ہوگا

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ حسب سابق امسال بھی مورخہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۶۱ء کو بمقام ربوہ منعقد ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

احباب جماعت ابھی سے عزم کر لیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہو کر اس کی عظیم الشان برکات سے مستفیض ہوں گے۔

(ناظر اصلاح و ارشاد۔ ربوہ)

انسان کی پیدائش کا اصل مقصد

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے بغیر پورا نہیں ہو سکتا

از مکرم میاں عبدالحق صاحب رامہ ناظر بیت المال۔ ربوہ

"انسان نے جو امانت اللہ کو قبول کر لیا۔ تو اس سے یہ لازم آیا جو منافقین اور منافقات اور مشرکین اور مشرکات جنہوں نے صرف زبان سے قبول کیا۔ اور عملاً اسکے پابند نہیں ہوئے۔ وہ معذب ہوں۔ اور مومنین اور مومنات جنہوں نے امانت کو قبول کر کے عملاً پابندی بھی اختیار کی۔ وہ مورد رحمت الٰہی ہوں"۔
(مسیح موعودؑ۔ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۷۵)

اللہ تعالیٰ نے اس کارخانہ حیات کو بے مقصد بے فائدہ یا محض کھیل نہیں بنایا بلکہ کسی خاص مقصد اور غرض کے لئے پیدا کیا ہے۔ جو یہ ہے کہ ہر شخص کو اسکے عملوں کا بدلہ دیا جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ جاثیہ کے تیسرے رکوع میں فرمایا ہے:۔ وخلق اللہ السمٰوٰت والارض بالحق ولتجزیٰ کل نفس بما کسبت وھم لا یظلمون ○ ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو خاص مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور اسلئے بھی کہ ہر شخص کو اسکے عملوں کے مطابق جزا دی جائے۔ اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہونے پائے۔

اسی حقیقت کو دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے:۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ○ (سورۃ ذاریات۔ ع۔ ۳) ۔ ترجمہ:۔ اور میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

اس آیت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان کو اس دنیا میں لانے کا مقصد یہ ہے کہ اسے عمل کا موقعہ دیا جائے۔ کیونکہ عبودیت کا خاصہ ہے۔ کہ جو غلام شوق اور محنت سے خدمت بجا لائے۔ وہ انعام پائے اور جو غلام اپنے مفوضہ فرائض میں کوتاہی کرے۔ وہ سزا پائے۔ کہا جا سکتا ہے۔ کہ کسی شخص کو جزا یا سزا دینا فی نفسہٖ اس کی پیدائش کا مقصد قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ درست ہے۔ اس سے انکار نہیں۔ لیکن ہماری پیدائش کا مقصد کچھ بھی ہو۔ ہمارے لئے بات یہیں آ ٹھہرتی ہے کہ اگر ہم اس مقصد کو پورا کریں۔ یعنی جو خدمت ہمارے ذمہ لگائی جائے اسے ٹھیک طور پر بجا لائیں۔ اور جو امانت ہمارے سپرد کی جائے اسے پوری دیانت داری سے ادا کریں۔ تو ہم بڑے سے بڑے انعامات کے وارث بن جائیں گے ورنہ ہم ذلیل ترین سزاؤں کے مستحق ٹھہریں گے۔

۲۔ چنانچہ سورۃ احزاب کے آخری رکوع میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰت والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان انہ کان ظلوما جھولا۔ لیعذب اللہ المنٰفقین والمنٰفقٰت والمشرکین والمشرکٰت ویتوب اللہ علی المؤمنین والمؤمنٰت وکان اللہ غفورا رحیما ○

ترجمہ:۔ ہم نے اس امانت (یعنی شریعت) کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا۔ لیکن انہوں نے اسکے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے۔ لیکن انسان نے اس کو اٹھا لیا۔ کیونکہ وہ ظلوم اور جہول ہے (انسان نے یہ امانت اسلئے اٹھائی) تا اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو سزا دے۔ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کی طرف اپنا رُخ پھیرے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بہت کرم کرنے والا ہے۔

۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آئینہ کمالات اسلام میں ان آیات پر مفصل بحث کی ہے۔ اور ان کی نہایت ہی لطیف تفسیر بیان فرمائی ہے۔ مختصر یہ کہ ظلوم سے ایسی ہستی مراد ہے۔ جس میں "اپنے نفس کی مخالفت اور اپنے نفس پر سختی کرنے کی صفت ہو" (صفحہ ۱۶۳) اور جہول سے ایسی ہستی مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا باقی ہر چیز سے یعنی "غیر اللہ سے بکلی غافل اور نادان ہو جائے"۔ (صفحہ ۱۶۳)

اسی طرح امانت سے امر الٰہی مراد ہے۔ یعنی وہ ارادہ جسے اللہ تعالیٰ اس دنیا میں جاری کرنا چاہتا تھا۔ یہ امانت "اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا کامل ابتلا ہے۔ جس کو فقط عبودیت کاملہ اٹھا سکتی ہے"۔ (صفحہ ۱۵۸)

یا "امانت سے مراد انسان کامل کے وہ سب قوی" اور عقل اور روحانی و جسمانی ہیں۔ جو خدا تعالیٰ انسان کامل کو عطا کرتا ہے" (صفحہ ۱۶۱)

"اصل امانت اور اسلام کی حقیقت ایک ہی ہے" (صفحہ ۱۶۲) غرض امانت سے وہ مقصد مراد ہے۔ جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے اور جس کا پورا کرنا اس پر فرض ہے۔

۴۔ اب صرف یہ دیکھنا ہے۔ کہ "الانسان" سے کون مراد ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "ظلمت ظلمت کی طرف جاتی ہے اور نور نور کی طرف۔ سو امانت نور تھی۔ اور انسان ظلوم جہول بھی ان معنوں کے جو ہم بیان کر چکے ہیں۔ ایک نور ہے۔ اسلئے نور نے نور کو قبول کر لیا۔ وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو۔ وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا۔ اور حسب مراتب اسکے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں"۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۰-۱۶۱)

پس معلوم ہوا کہ "الانسان" سے صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہیں یا وہ لوگ جو آپکی اتباع میں اس امانت کو قبول کرنے اور اس ذمہ داری کو اٹھانے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوں۔ وہ حسب مراتب انسانیت کے خطاب کے مصداق ہوں گے۔

۵۔ یہ سعادت کس کے حصہ میں آئی؟

وہ کون خوش قسمت لوگ تھے۔ جنہوں نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیتے ہوئے۔ اس امانت کو اٹھایا تھا۔ جس کو اٹھانے سے زمین و آسمان نے انکار کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کن لوگوں پر کرم کر کے انہیں رسالت کی ذمہ داریوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انصار بننے کی توفیق عطا فرمائی تھی ان کے متعلق سورہ آل عمران کے رکوع ۱۷ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔ لقد منّ اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین ○

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بہت بڑا احسان کیا۔ جب اس نے ان کے درمیان خود انہیں میں سے ایک رسول کھڑا کیا۔ جو انہیں اللہ تعالیٰ کے احکام پڑھ کر سناتا ہے۔ اور انہیں پاک کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) صرف یہی فخر حاصل نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں میں سے ایک فرد کو "الانسان" بننے کے لئے چن لیا۔ جیسا کہ "رسولا من انفسھم" کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے۔ بلکہ ساتھ ہی "بعث فیھم" کہہ کر اس امر کی بھی وضاحت کر دی۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فدائیوں کو اس بات کا بھی موقعہ عطا فرمایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر اس امانت یعنی تبلیغ اسلام کا حق بھی ادا کر سکیں۔ جس کی ذمہ داری اٹھانے سے تمام آسمانی اور زمینی مخلوق نے انکار کر دیا تھا۔

۶۔ خاکسار کو اس بات کی وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہ صحابہ کرام رضی اور ان کے تابعین نے اس امانت کو کس حد تک ادا کیا۔ اس ذمہ داری کو کہاں تک نبھایا کس کس رنگ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی۔ کس طرح اللہ تعالیٰ کے احکام کو اپنانا۔ اپنے آپ کو پاک کیا دین سیکھا۔ اور پھر کن کن علاقوں کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام سنائے۔ انہیں پاک کیا اور انہیں کتاب اور حکمت سکھا کر اس چشمۂ خیر کو مخلوق خدا کے درمیان جاری کر دیا۔ اس پاک گروہ کی قربانیاں۔ ان کی وفاداری۔ ان کی فدائیت اظہر من الشمس ہیں۔ خاکسار جس امر کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہے: وہ یہ ہے کہ آپ پر بھی تو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا فضل اور احسان کیا ہے۔ آپ کے درمیان بھی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو کھڑا کر کے آپ کو بھی یہ موقعہ عطا فرمایا ہے کہ آپ بھی رسالت کی ذمہ واریوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بٹائیں۔ آپ نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلیفہ برحق ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اس امانت کو اٹھانے کا اقرار کیا ہے۔ جسے اٹھانے سے دوسری تمام مخلوق نے انکار کر رکھا تھا۔

(باقی صفحہ پر)

روس پچاس میگاٹن بم کا دھماکہ عالمی رائے عامہ کو خائف کرنے کیلئے کرنا چاہتا ہے

لندن۔ ۲۱ر اکتوبر۔ برطانیہ کے وزیر مملکت برائے امور خارجہ مسٹر جان گاڈبر نے کہا ہے کہ روس کے حالیہ ایٹمی دھماکوں کی وجہ سے کرہ ارض کی فضا جتنی تیزی سے مسموم ہو رہی ہے۔ اتنی پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اگر مسٹر خروشیف نے اپنے پچاس میگاٹن بم کا دھماکہ بھی کیا تو صورت اور بھی خراب ہو جائے گی۔

مسٹر گاڈبر نے جو دارالعلوم میں خارجہ امور پر دو روزہ بحث میں حصہ لے رہے تھے۔ بتایا کہ برطانیہ کی میڈیکل ریسرچ کونسل تابکاری کے اثرات کا جائزہ لے رہی ہے اور اس کی رپورٹ موصول ہونے پر چند روز کے اندر تفصیلی بیان دیا جا سکے گا۔ آپ نے کہا کہ جو کچھ ہو چکا ہے آئندہ اس سے بچنے کی صورت یہی ہے کہ معاہدہ جلد از جلد تکمیل پا جائے۔ ہم ایٹمی تجربوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کی غرض سے ہر قدم اٹھانے کو تیار ہیں بشرطیکہ اس سلسلہ میں بین الاقوامی معائنہ اور کنٹرول کا کوئی مؤثر انتظام ہو۔ اس کے بغیر کوئی معاہدہ بالکل مہمل اور بے اثر ہوگا۔

دریں اثنا ایک سیاسی مبصر نے ظاہر کیا ہے کہ مسٹر خروشیف پچاس میگاٹن کے ایٹم بم کا جو دھماکہ کرنے والے ہیں ٹیکنیکل اعتبار سے اس کی کوئی ضرورت نہیں اور بظاہر وہ اسے عالمی رائے عامہ کو خائف کرنے کے لئے ایک سیاسی ہتھیار بنانا چاہتے ہیں۔ اور اگر انہوں نے اس بم کا دھماکہ کیا تو یہ دنیا بھر کے انسانوں کی صحت کو تابکاری کے جہنم میں جھونکنے کے مترادف ہوگا۔

ماسٹر تارا سنگھ کو ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا

نئی دہلی۔ ۲۰ر اکتوبر۔ اکالی لیڈر ماسٹر تارا سنگھ کو ہسپتال سے چھٹی مل گئی۔ انہیں آٹھ اکتوبر کو ہسپتال میں داخل کیا گیا تھا۔ اب وہ بواسیر کے عارضہ سے پوری طرح صحت یاب ہوگئے ہیں۔

نویں اور دسویں جماعت کیلئے نئی کتابیں

لاہور انٹرمیڈیٹ و ثانوی تعلیمی بورڈ نے اعلان کیا ہے کہ نویں اور دسویں جماعت کے لئے تین نئی کتابیں مارکیٹ میں آگئی ہیں۔ یہ کتابیں (۱) سلاس مارینز (۲) ونگ انگلش سرا کچر اور (۳) اون۔ دی۔ ایڑ ہیں۔ پہلی دونوں کتابیں الائیڈ کارپوریشن کراچی نے شائع کی ہیں۔ جب کہ تیسری کتاب آکسفورڈ یونیورسٹی پریس لاہور نے شائع کی ہے۔ بورڈ نے ہدایت کی ہے کہ یہ کتابیں نہ ملنے کی صورت میں بورڈ کو فی الفور اطلاع دی جائے۔

خدام الاحمدیہ کا بیسواں سالانہ اجتماع

بقیہ صفحہ اول

تربیتی کورس کا جو سلسلہ جاری ہوا ہے وہ بہت مبارک ثابت ہو رہا ہے لیکن آپ نے فرمایا کہ یہ بیداری ابھی کامل بیداری نہیں ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر احمدی نوجوان اپنے اعمال کا محاسبہ کرے اور ان کی اصلاح کرے اور پھر محبت و پیار کے ساتھ اپنے دوسرے بھائیوں کی بھی اصلاح کرنے کی کوشش کرے اس سلسلے میں آپ نے اس امر کی طرف بھی توجہ دلائی کہ خدام تقریر اور تحریر میں خاص مہارت پیدا کرنے کی کوشش کریں کہ اس زمانہ میں انکی ضرورت اور قدر و منزلت بہت ہی بڑھ گئی ہے

آپ نے اسلامی پردے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ بیرونی فضا یا آزاد صحبت کے اثر کے ماتحت پردے کے معاملہ میں مسلمانوں میں جو غیر اسلامی رجحان پیدا ہو رہا ہے ہمارے نوجوانوں کو اس کی بھی اصلاح کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ آپ نے خدام الاحمدیہ کے شعبہ خدمتِ خلق کے کام کو بہت ہی مفید اور مبارک قرار دیتے ہوئے فرمایا خدمتِ خلق کو بلا امتیاز مذہب و ملت ہر انسان کے لئے وسیع کرو بلکہ جانوروں تک کو اس میں شامل کرو در حقیقت خدام الاحمدیہ کے معنے ہی یہ ہیں کہ وہ ساری دنیا کے خادم ہیں اس سلسلے میں آپ نے فرمایا اگر کوئی بڑا حادثہ مثلاً سیلاب وغیرہ پیش آجائے تو اس صورت میں انفرادی خدمت کی بجائے بہتر یہ ہے کہ اپنی خدمات علاقہ کے سرکاری افسروں کو پیش کر دی جائیں تاکہ یکجائی طور پر وسیع پیمانہ پر خدمت ہو سکے۔

آخر میں حضرت میاں صاحب نے وقارِ عمل کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا خدام کو چاہیئے کہ اس کام میں بھی ہرگز سستی نہ پیدا ہونے دیں۔ اور جہاں بھی کوئی ایسی خدمت کا موقع پیدا ہو وہ فوراً وقارِ عمل کے ذریعے آگے بڑھیں اور اپنی ظاہری حیثیت اور سوشل مقام کو بھول کر مزدوروں کی طرح کام کریں کہ یہی ہمارے آقا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسی کی نصیحت فرمائی ہے آپ نے اپنا موثر خطاب ختم کرتے ہوئے فرمایا:۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
آپ کے اس اجتماع کو دین و دنیا
کے لحاظ سے بابرکت کرے آپکا
ربوہ میں چند دن کا قیام مفید
نتائج پیدا کرنے والا ثابت ہو
اور جب آپ واپس جائیں تو
آپ کی جھولیاں خدا کے فضل
اور رحمت سے بھری ہوئی ہوں۔

حضرت میاں صاحب کے خطاب کے بعد پروگرام کے مطابق اجلاس کی کاروائی شروع ہوئی اجلاس اول میں ۱۴۶۵ خدام نے شرکت کی جبکہ گزشتہ سال پہلے روز ۱۲۷۰ خدام شامل ہوئے تھے۔

(مفصل روئیداد انشاء اللہ آئندہ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۲